

قبل مسح سے تقریباً اسی (80) برس پہلے روم ایک قدیم طرز کی جمہوریت کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ روم کو ”ریپبلک“ کہا جاتا تھا۔ انسانی حقوق، برابری، مساوات، خواتین کے حقوق اور حد درجہ اعلیٰ معاملات پر بحث ہوتی تھی۔ تمام اختیارات کا منع ”سینٹ“ تھی۔ جس میں سلطنت کے سب سے با اختیار سیاست دان ہر معاملہ کی چجان بین کرتے تھے۔ عام آدمی کے متعلق ہر انداز سے بات کی جاتی تھی۔ حکمران سینٹ کی مرضی کے بغیر کوئی اہم فیصلہ نہیں کر سکتے تھے۔ دیکھا جائے تو روم میں سلطنت کی پیشتر باتیں اور اقدامات آج تک پوری دنیا پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ جولیو سیزر پہلا اہم انسان تھا جس نے بر مالا کہا کہ سینٹ میں روم کی اشرافیہ عرصہ دراز سے بیٹھی ہوئی ہے۔ عوامی مفاہی آڑ میں صرف اپنے ذاتی مالی مفاہی کی حفاظت کرتی ہے۔ سینٹ میں اس وقت روم کے طاقتور ترین گھرانوں کے افراد موجود تھے۔ دیکھا جائے تو یہ امیر ترین، موثر ترین اور بے پناہ اثر و رسوخ رکھنے والے افراد تھے۔ سیزر ریپبلک کا محیر العقول خصوصیات رکھنے والا انسان تھا۔ اس نے یورپ کے سب سے مشکل ترین قبائلی علاقوں پر فتح حاصل کی جنہیں ”مالک وارز“ کہا جاتا ہے۔ اس میں حد درجہ سخت کوش لوگ رہتے تھے۔ مگر سیزر اپ اتنا طاقتور تھا کہ سینٹ کی اشرافیہ، حکمران بننے میں اس کا دست نہ روک سکی۔ وہ 53 قبل مسح میں روم کا حکمران بن گیا۔ اس کی طسماتی شخصیت سے ملک کو حد درجہ فائدہ ہوا۔ تاریخ میں سب سے پہلی انتظامی اصلاحات سیزر جیسے لائق حکمران کی طفیل تھیں۔ سیزر نے زمینی اصلاحات کا ذریулہ ڈالا۔ یوروپ کریمی میں حد درجہ انقلابی تبدیلیاں کیں۔ ہر علاقے میں مجسٹریٹ مقرر کیے جو لوگوں کو بروقت انصاف مہیا کرتے تھے۔ غلم کے ذخراز کو اتنا بڑھا دیا کہ کسی حشم کے تحفے کے امکانات ختم ہو گئے۔ اس طرح کے عوامی اقدامات سے سیزر کی مقبولیت عوام میں حد درجہ بڑھ گئی۔ مگر اشرافیہ اس سے سخت ناراض ہو گئی۔ سینٹ کے سائیکار کان نے سیزر کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ پندرہ ماہ 14 جی کو سیزر، اس بی میں آیا تو روم کے امیر ترین سینٹ کیسکو نے چھرا نکالا اور سیزر کا گلا کاٹنے کی کوشش کی۔ سیزر طاقت و رسانان تھا۔ اس نے مزکر کیسکو کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیسکو نے گھبرا کر دیگر سینٹ کو کہا ”بھائیو! امیری مدد کرو“۔ یہ سن کر سیزر پر مختلف سیاست دانوں نے چاقوؤں سے تیکس وار کیے۔ سیزر موقع پر مارا گیا۔ جب قاتل سیاست دانوں نے روم میں اعلان کیا کہ آج روم کا عام آدمی آزاد ہو گیا۔ آج جمہوریت جیت گئی۔ ظلم کا دور ختم ہو گیا۔ تو پورے شہر میں ہو کا عالم تھا۔ عام آدمی گھروں میں مقید سیزر کے لئے رور ہے تھے۔ اس کے بعد حیرت انگیز باتیں یہ ہے کہ روم میں جمہوریت ختم ہو گئی۔ اشرافیہ نے انسانی حقوق کا سہارا لے کر سیزر کو قتل کیا تھا۔ مگر پھر سلطنت ختم ہونے تک روم میں بادشاہت کا دور دورہ رہا۔ اشرافیہ نے جو سیزر سے خائف تھی۔ قتل کے بعد حد درجہ مضبوط ہو گئی۔ دنیا کی سب سے عظیم سلطنت اندر سے کھو کھلی ہو کر اشرافیہ کے لائق کی وجہ سے بر باد ہو گئی۔ اب روم میں سلطنت کا ذکر صرف کتابوں میں ملتا ہے۔

جب ملکی حالات کو دلیل کی بنیاد پر پرکھتا ہوں تو روم میں سلطنت کی اشرافیہ اور مقامی اشرافیہ میں حد درجہ مماثلت دکھائی دیتی ہے۔ تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے ہماری اصل اشرافیہ کو خاک اور خون میں رول دیا تھا۔ اس کے بعد انتہائی عیاری سے ایک نقی اشرافیہ کو ترتیب دیا گیا۔ جس میں نو ڈی گھروں کے وفادار اور ان کے جانور نہلانے والے لوگ شامل تھے۔ یہ بھرپور طریقے سے جعلی اشرافیہ تھی۔ انہی کو مراعات، زمینیں، جائیداں اور خطابات سے نوازا گیا۔ 1947ء کے بعد مسلمانوں میں موجود یہ سلب نقال کافی تعداد میں پاکستان منتقل ہو گئے۔ آہستہ آہستہ ان لوگوں نے عوام کے حقوق مختلف جمیعتوں سے کرنے شروع کر دیے۔ 1947ء سے آگے چلی تو آپ کو دس نمبر اشرافیہ کا کافی حد تک پہنچا چلا ہے۔ ان تمام معاملات میں 1977ء سے آگے ضیاء الحق نے ایک مختلف طرح کی دو غلے پن کی داغ نیل ڈالی۔ ذات براوری، نوادرتی اور یونیورسیٹی اور یونیورسٹی پر اخلاقیات کی بارش کر دی گئی۔ بار بار لکھتا ہوں کہ ہم قائدِ عظم کے پاس پاکستان میں نہیں بلکہ جناب ضیاء الحق امیر المؤمنین کے تیار کردہ نظام میں سانس لے رہے ہیں۔ بہر حال جس طرح دولت کو سیاست میں فتح کا معیار بنایا گیا۔ وہ 1977ء سے پہلے ہر گز ہر گز موجود نہیں تھا۔ موجودہ اور سابقہ حکمران اسی نیکری کے تیار کردہ انسانی طرز کے روپوں ہیں۔ ایسے روپوں جو بھلی سے چارج نہیں ہوتے بلکہ ڈال رہا پاؤ نہ کی طاقت سے چلتے پھرتے ہیں۔ ہر طرح کا بہترین نظر آنے والا خوشنام انعروں گا کر لوگوں کو آج بھی بے وقوف بنانے کافی جانتے ہیں۔ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ دس نمبر جعلی اشرافیہ ہے جو ملکی نظام اور وسائل پر مستقل قابل تباہ ہو چکی ہے۔ ہر سیاسی جماعت ان لوگوں کی خوشنودی کی مر ہوں مفت اقتدار میں آتی ہے۔ یہ قلیل سے لوگ جانتے ہیں کہ اصل طاقت وہ خود ہیں اور ہر حکمران کو بادشاہ بننے کے لئے ان کے مکمل تعاوون کی ضرورت ہے۔ اصل مسئلہ یہی لوگ ہیں۔ فی الحال ان کے منفی اثرات کو کم کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی قد کا نہ ہوا انسان نہیں ہے۔

ماضی کو رہنے دیجئے۔ گزشتہ تین سال پر سختے دل سے غور کریں۔ ہر معاملہ سمجھ میں آجائے گا۔ چینی کے کارخانوں کے مالکان کو دیکھیے۔ پنجاب میں چند خاندانوں نے شوگر ملیں لگا کر نئی ملوں پر پابندی عائد کر دی۔ کوئی شوگر مل مالک، اپنا اصل منافع حکومت کو نہیں بتاتا۔ سینٹ کے کارخانوں کے مالکان کا بھی یہی وظیرہ ہے۔ انہوں نے واوی سون سیکسر کو برباد کر دیا۔ پہاڑ کے پہاڑ کھا گئے۔ مگر جب کوئی بھی اووارہ ان سے معمولی سی باز پرس کرتا ہے تو کمال درج کی اوکاری کی جاتی ہے۔ لگتا ہے کہ یہ تو عوام کے سب سے بڑے خیرخواہ ہیں۔ اور تمام ملکی اوارے شیطان صفت ہیں۔ خان صاحب کی ابتر حکومت تو خیران کا باب بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ آٹا، تیل اور دیگر اشیاء ضرورت کے کارخانے اب ایک مافیہ کی صورت میں کام نہیں کر رہے ہیں۔ کوئی میں لاہور کے نجی ہستا لوں نے کس طرح لوگوں کو لوٹا ہے۔ صرف اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہم لوگ کس سلطھ کے انسان ہیں۔ دوائیوں کے کارخانے بھی لائق کی انتہا والے ماذل پر کام کر رہے ہیں۔ دین کے مبلغ اور سادگی کا ہر دم پر چار کرنے والے حضرت صاحب بھی ساڑھے تین کروڑ روپے کی لیکس گاڑی میں سفر کرتے ہیں۔ ہمارا کوئی اہم سیاست دان نجی طیاروں کے علاوہ کسی اور طرح سفر نہیں کرتا۔ رواں حکومت کے چند لوگ تو پیسہ کمانے میں پچھلے تمام گھرانوں کو کوہہت پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ یہ روم کی سینٹ کے وہ لوگ ہیں جو پورا ملک بھر پور طور پر کھا چکے ہیں۔ ہاں، اگر ان کو کوئی بھی اووارہ یا حکومت تھوڑا سا مشکل وقت دے تو یہ کیسکو کی طرح اپنے قرابت داروں کو کہتے ہیں کہ ”بھائیو! میری مدد کرو“۔ اور پھر واقعی مدد ہوتی ہے۔ اور ہر دور کا سیزر قتل کر دیا جاتا ہے۔